قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

منگل 03/ جنوری 2023ء | 10/ جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 03/ صلح 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:02

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ قُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۱﴾

(بنی اسرائیل:81)

ترجمہ: اور تُو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔

فرمانِ رسولؐ

بلال بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہلال کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ أَھِلَّہُ عَلَیْنَا بِالْاَ مْنِ وَالْإِیْمَانِ، وَالسَّلَامَۃِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰہُ یعنی اے اللہ! اس کو ہم پر طلوع کر، سعادت اور ایمان کے ساتھ اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ، (اے چاند) میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔

(المستدرك الحاكم حديث نمبر:7767)

حضرت قتادہؒ تابعی سے روایت ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو فرماتے: یہ خیر و رشد کا چاند ہو، یہ خیر و رشد کا چاند ہو، یہ خیر و رشد کا چاند ہو، میں ایمان لایا اس پر جس نے تجھے پیدا کیا۔ یہ تین مرتبہ فرماتے، پھر فرماتے: شکر ہے، اس اللہ کا جو فلاں مہینہ لے گیا اور فلاں مہینہ لے آیا۔

(سنن ابی داؤد جلد چہارم حدیث نمبر:5092)

فرمان خلیفۂ وقت

ایک مومن کے لئے سال اور دن اس صورت میں مبارک ہوتے ہیں جب وہ اس کی توبہ کی قبولیت کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی روحانی ترقی کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی مغفرت کا باعث بن رہے ہو۔۔۔۔۔ نئے سال کے پہلے دن کو ہی اس طرح دعاؤں کے ساتھ سجاؤ کہ سارا سال ہی قبولیت دعا کے نظارے نظر آتے چلے جائیں۔۔۔۔ حقیقی مومن وہی ہے جو تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اعمال بجا لانے کی کوشش کرے۔ اس دعا کے ساتھ اپنے ہر دن اور ہر سال میں داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ تقویٰ پر قائم رکھے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازتا رہے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 1/ جنوری 2010ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

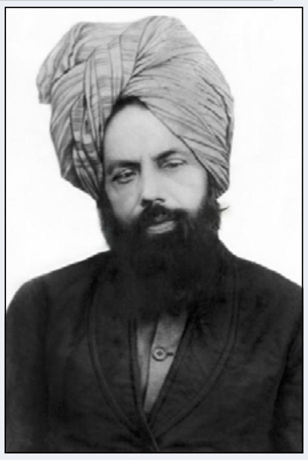

توبہ کے تین شرائط ہیں۔ بدوں ان کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی۔

ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اقلاع کہتے ہیں۔ یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کر دیا جاوے جو ان خصائل ردیہ کے محرک ہیں۔۔۔ پس توبہ کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ ان خیالات فاسدہ و تصورات بد کو چھوڑ دے مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت سے کوئی ناجائز تعلق رکھتا ہے تو اسے توبہ کرنے کے لیے پہلے ضروری ہے کہ اس کی شکل کو بدصورت قرار دے۔۔۔۔۔

دوسری شرط ندم ہے یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کانشنس اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وہ اس کو ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے۔ مگر بدبخت انسان اس کو معطل چھوڑ دیتا ہے۔ پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذات عارضی اور چند روزہ ہیں۔۔۔۔

تیسری شرط عزم ہے یعنی آئندہ کے لئے مصمم ارادہ کر لے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ سیئات اس سے قطعاً زائل ہو کر اخلاق حسنہ اور افعال حمیدہ اس کی جگہ لے لیں گے اور یہ فتح ہے اخلاق پر۔ اس پر قوت اور طاقت بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 87-88 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- چلو پڑھتے ہیں سال نو پہ ہم نظمیں محبت کی (منظوم)
- تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً
- تعلق باللہ
- کاش میں مٹّی ہوتا
- کیا پوروشاپورہ کا پیالہ واقعی حضرت گوتم بدھاؑ کا تھا؟
- مدرسۃ الحفظ گھانا میں سالانہ ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد
- ایک سبق آموز بات

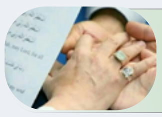

دربارِ خلافت

یہ معیار ہے جس پہ ہم نے اپنے آپ کو پرکھنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر اس کے بعد یہ سوال ہے کہ کیا ہمارا سال جھوٹ سے مکمل طور پر پاک ہو کر اور کامل سچائی پر قائم رہتے ہوئے گزرا ہے؟ یعنی ایسا موقع آنے پر جب سچائی کے اظہار سے اپنا نقصان ہو رہا ہو لیکن پھر بھی سچائی کو نہ چھوڑا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا معیار یہ مقرر فرمایا ہے کہ: ’’جب تک انسان اُن نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو جو راست گوئی سے روک دیتے ہیں تب تک حقیقی طور پر راست گو نہیں ٹھہر سکتا‘‘۔ فرمایا ’’سچ کے بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقع وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 360)

پھر یہ سوال ہے۔ کیا ہم نے اپنے آپ کو ایسی تقریبوں سے دُور رکھا ہے جن سے گندے خیالات دل میں پیدا ہو سکتے ہوں۔ یعنی آجکل اس زمانے میں ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے۔ یا اس قسم کی چیزیں اور ان پر ایسے پروگرام جو خیالات کے گندہ ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں کیا ان سے ہم نے اپنے آپ کو بچایا؟۔ اگر ہم ان ذریعوں سے گندی فلمیں اور پروگرام دیکھ رہے ہیں تو ہم عہد بیعت سے دُور ہٹ گئے ہیں اور ہماری حالت قابل فکر ہے کیونکہ یہ باتیں ایک قسم کے زنا کی طرف لے جاتی ہیں۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے بدنظری سے اپنے آپ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں؟ کیونکہ بدنظری کا جہاں تک سوال ہے۔ اس میں یہ جو حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور غضِّ بصر سے کام لو، یہ عورتوں اور مَردوں دونوں کے لئے ہے کیونکہ کھلی نظر سے دیکھنے سے (بدنظری کے) امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے فسق و فجور کی ہر بات سے اس سال میں بچنے کی کوشش کی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 153 مسند عبد اللہ بن مسعود حدیث نمبر 4178 عالم الکتب بیروت 1998ء)

سختی سے، لڑائی سے، جب لڑائی جھگڑا ہوتا ہے اس وقت آدمی سخت الفاظ بھی کہہ دیتا ہے اور برے الفاظ بھی کہہ دیتا ہے اور ایک مومن دوسرے مومن سے جب یہ کر رہا ہو تو یہ فسق ہے بلکہ کسی سے بھی جب کر رہا ہو تو یہ فسق ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ تاجر فاجر ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا یہ تو حلال ہے۔ تجارت کرنا تو حلال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر جب یہ لوگ سودا بازی کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں اٹھا اٹھا کر قیمتیں بڑھاتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے شکر اور صبر نہ کرنے والوں کو بھی فاسق فرمایا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 385-386 حدیث عبد الرحمن بن شبل حدیث نمبر 15752-15753 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ ہے گہرائی فسق سے بچنے کی۔

پھر سوال یہ ہے جو ہم نے اپنے آپ سے کرنا ہے کہ کیا ہم نے اپنے آپ کو ہر ظلم سے بچا کر رکھا ہے۔ یعنی ظلم کرنے سے بچا کے رکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کی ایک ہاتھ زمین بھی دبا لینا۔ تھوڑی سی زمین بھی کسی کی دبا لینا یا کسی کا ایک کنکر جو چھوٹا سا پتھر جو ہے، کنکری، مٹی کا ٹکڑہ، وہ بھی غلط طریق سے لینا ظلم ہے۔

(صحیح البخاری کتاب فی المظالم و الغضب باب اثم من ظلم شیئا من الارض حدیث 2452)

پس یہ معیار ہے جس پہ ہم نے اپنے آپ کو پرکھنا ہے۔

پھر سوال یہ کرنا ہے کہ کیا ہم نے ہر قسم کی خیانت سے اپنے آپ کو پاک رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے بھی خیانت نہیں کرنی جو تم سے خیانت کرتا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الرجل یاخذ حقہ من تحت یدہ حدیث 3534)۔

یہ ہے معیار۔

(خطبہ جمعہ 30/ دسمبر 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

چلو پڑھتے ہیں سالِ نو پہ ہم نظمیں محبت کی

چلو آؤ، دعاؤں سے کریں آغازِ سالِ نو
کرے روشن دلوں کو آنسوؤں کے دیپ کی ہی لو

خدا محفوظ رکھے ساری دنیا کو وباؤں سے
نئے اس سال میں دے دے رہائی سب بلاؤں سے

چلو آؤ منائیں جشن آنکھوں کے ستاروں سے
چلو اِس سالِ نو کو رنگ دیں نُوری بہاروں سے

چلو جا کر اذانیں دیں محبت کے مناروں سے
چلو جا کر گلے ملتے ہیں اپنے روٹھے یاروں سے

چلو لیتے ہیں سب جا کر دعائیں ہم خلافت کی
چلو پڑھتے ہیں سالِ نو پہ ہم نظمیں محبت کی

چلو جا کر امامِ وقت سے اِک عہد کرتے ہیں
دل و جاں میں اطاعت کا نیا اِک رنگ بھرتے ہیں

نئے اِس سال کی آمد پہ ہم کچھ خواب بُنتے ہیں
بھلا کر تلخیاں ساری گلِ شاداب چُنتے ہیں

چلو پھولوں کی خوشبو سے ہوا پر ’’پیار‘‘ لکھتے ہیں
چلو نفرت کے صحرا پر محبت کو چھڑکتے ہیں

نئے اِس سال میں مولا! ہوائیں پھول ہوں ساری
دعائیں دل سے جو نکلی ہیں وہ مقبول ہوں ساری

خواجہ عبدالجلیل عباد۔ جرمنی

مختار احمد

تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً

کتاب الوضوء جزو 2

قسط 12

سوال: صحابہؓ حضورؐ سے کس قدر محبت کرتے تھے؟

جواب: بعض لوگوں نے ابوعبیدہؓ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہؐ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں انسؓ سے یا ان کے گھر والوں کی طرف سے ملے ہیں۔ یہ سن کر ابوعبیدہؓ نے کہا کہ اگر میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال بھی ہو تو وہ میرے لیے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔

سوال: حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ کے بال مبارک کس نے حاصل کئے؟

جواب: انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے حجۃ الوداع میں جب سر کے بال منڈوائے تو سب سے پہلے ابوطلحہؓ نے آپؐ کے بال لیے تھے۔

سوال: جب کتّا پانی کے برتن میں منہ ڈال دے تو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں سے (کچھ) پی لے تو اس کو سات مرتبہ دھولو تو پاک ہو جائے گا۔

سوال: جانوروں سے نیکی کرنے کا کیا اجر ہے؟

جواب: ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک کتے کو دیکھا، جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ تو اس شخص نے اپنا موزہ لیا اور اس سے پانی بھر کر پلانے لگا، حتیٰ کہ اس کو خوب سیراب کر دیا۔ اللہ نے اس شخص کے اس کام کی قدر کی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

سوال: مسجد کی کچی جگہ پر اگر کتے بیٹھ جائیں تو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہؐ کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے لیکن لوگ ان جگہوں پر پانی نہیں چھڑکتے تھے۔

سوال: شکاری کتے کے شکار کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: عدی بن حاتم نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہؐ سے کتے کے شکار کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تو اپنے سدھائے ہوئے کتے کو چھوڑے اور وہ شکار کر لے تو، تو اس شکار کو کھا اور اگر وہ کتا اس شکار میں سے خود کچھ کھالے تو اسے نہ کھائیو۔ کیونکہ اب اس نے شکار اپنے لیے پکڑا ہے۔

میں نے کہا کہ بعض دفعہ میں شکار کے لیے اپنے کتے چھوڑتا ہوں، پھر اس کے ساتھ دوسرے کتے کو بھی پاتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر مت کھا۔ کیونکہ تم نے بسم اللہ اپنے کتے پر پڑھی تھی۔ دوسرے کتے پر نہیں پڑھی۔

سوال: کیا قبل اور دبر سے کچھ نکلنے سے ہی وضو ٹوٹتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کر لو۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ وضو حدث کے سوا کسی اور وجہ سے فرض نہیں ہے اور جابرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہؐ ذات الرقاع کی لڑائی میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص کے تیر مارا گیا اور اس کے جسم سے بہت خون بہا مگر اس نے پھر بھی رکوع اور سجدہ کیا اور نماز پوری کر لی۔

سوال: نمازی کب تک حالت نماز میں رہتا ہے؟

جواب: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک نماز ہی میں رہتا ہے جب تک وہ مسجد میں نماز کا انتظار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹے۔

سوال: کیا نماز کے وقت سے پہلے ہی وضو کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اسامہ بن زیدؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب عرفہ سے لوٹے تو پہاڑ کی گھاٹی کی جانب مڑ گئے اور رفع حاجت کی۔ اسامہ کہتے ہیں کہ پھر آپؐ نے وضو کیا اور میں آپؐ کے اعضاء پر پانی ڈالنے لگا اور آپؐ وضو فرماتے رہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ اب نماز پڑھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا نماز کا مقام تمہارے سامنے یعنی مزدلفہ میں ہے۔ وہاں نماز پڑھی جائے گی۔

سوال: موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے جب آپ واپس آئے، آپؐ نے وضو شروع کیا تو مغیرہ بن شعبہ آپ کے اعضاء وضو پر پانی ڈالنے لگے۔ آپؐ وضو کر رہے تھے آپ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا، سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

سوال: حضورؐ وضو اور سر کا مسح کیسے کیا کرتے تھے؟

جواب: ایک مرتبہ عبداللہ بن زیدؓ سے پوچھا گیا کیا آپ رسول اللہؐ کے وضو اور مسح کا طریق بتا سکتے ہیں انھوں نے فرمایا ہاں پھر عبداللہ بن زیدؓ نے پانی کا برتن منگوایا پہلے پانی اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور دو مرتبہ ہاتھ دھوئے۔ پھر تین مرتبہ کلی کی، تین بار ناک صاف کی، پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا۔ اس طور پر اپنے ہاتھ پہلے آگے لائے پھر پیچھے لے گئے۔ مسح سر کے ابتدائی حصے سے شروع کیا۔ پھر دونوں ہاتھ گدی تک لے جاکر وہیں واپس لائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا، پھر ٹخنوں تک اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

سوال: مستعمل پانی سے وضو کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ابوحجیفہؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہؐ ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے تو آپؐ کے لیے وضو کا پانی حاضر کیا گیا جس سے آپؐ نے وضو فرمایا۔ لوگ آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر اسے اپنے بدن پر پھیرنے لگے۔ آپؐ نے ظہر کی دو رکعتیں ادا کیں اور عصر کی بھی دو رکعتیں اور آپؐ کے سامنے آڑ کے لیے ایک نیزہ تھا۔ راویوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب رسول اللہؐ وضو فرماتے تو آپؐ کے بچے ہوئے وضو کے پانی پر صحابہؓ جھگڑنے کے قریب ہو جاتے تھے۔

سوال: کیا حضورؐ کے وضو کے پانی میں شفا تھی؟

جواب: سائب بن یزیدؓ نے بیان کیا کہ میری خالہ مجھے نبی کریمؐ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے، آپؐ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی، پھر آپؐ نے وضو کیا اور میں نے آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔ پھر میں آپؐ کی کمر کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور میں نے آپؐ کے مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔

سوال: کیا غیر مسلم کے گھر سے وضو کیا جا سکتا ہے؟

جواب: عمرؓ نے گرم پانی سے اور عیسائی عورت کے گھر کے پانی سے وضو کیا۔

سوال: کیا مرد اور عورتیں ایک ہی برتن کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟

جواب: عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے زمانے میں عورت اور مرد سب ایک ساتھ ایک ہی برتن سے وضو کیا کرتے تھے۔ یعنی وہ مرد اور عورتیں جو ایک دوسرے کے محرم ہوتے۔

بقیہ: سرزمین برطانیہ سے ...... از صفحہ 12

پارکنگ میں مارکی

ایوان مسرور کے علاوہ دو مارکیز بھی لگائی گئی تھیں۔ ایک تو ایوان مسرور کے ساتھ لجنہ جانب میں اور دوسری بڑی مارکی پارکنگ کی جگہ پر تھی۔ جہاں عورتوں اور مردوں نے الگ الگ اپنے مخصوص حصوں میں جلسہ سنا۔ اس مارکی کو ہیٹرز سے گرم کر رکھا تھا۔

جلسہ کے بعد پیارے حضور نے تمام جگہوں کا جب معائنہ فرمایا تو ان مارکیز میں تشریف لے گئے۔

ڈیوٹی پر مامور عملہ حفاظت اور خدام

اس موقع پر اگر قربانی کرنے والے ان افراد کا ذکر نہ کیا جائے تو رپورٹ ادھوری رہ جائے گی۔ عملہ حفاظت کے ساتھ ساتھ تعاون کرنے والے خدام بھی بہت بڑی تعداد میں موجود تھے فجزاھم اللہ تعالیٰ۔ ان میں روٹی پیک کرنے اور روٹی serve کرنے والے لوگ الگ تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ایم ٹی اے

ایم ٹی اے کے کارکنان کا بھی بے حد شکریہ۔ جن کی بدولت ساری دنیا میں بیٹھے احمدی احباب بھی اس جلسے میں شامل ہو سکے اور قادیان کے مناظر دیکھ کر محظوظ ہوئے فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

افریقن ممالک کی Live streaming کے ذریعے شرکت

افریقہ کے 8 ممالک نائجیریا، ایوری کوسٹ، گنی بساؤ، گنی کوناکری، ٹوگو، برکینا فاسو، مالی، اور زمبابوے میں جلسے ہوئے ان میں سے چھ ممالک Live streaming کے ذریعے اس جلسے میں شامل ہوئے۔

امراء کی شرکت

لندن ایوان مسرور میں مکرم امیر صاحب یو کے کے علاوہ مکرم امیر صاحب کینیڈا، مکرم امیر صاحب جرمنی اور مکرم امیر صاحب ہالینڈ نے شرکت کی۔ ان کے علاوہ جو مختلف ممالک سے خاکسار کو دوست نظر آئے ان میں جرمنی، کینیڈا، امریکہ کے لوگ بھی شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو جزائے خیر عطا کرے اور تمام شاملین جلسہ خواہ وہ ایم ٹی اے کے مبارک نظام کے ذریعہ اپنے گھروں میں بیٹھ کر شامل ہوئے، کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہو:

’’ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔‘‘

(اشتہار 7/ دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

عمر احمد انصاری۔ جرمنی

تعلق باللہ

اللہ تعالیٰ انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿﴾ (ہود:3)

ترجمہ: اور میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

آنحضورؐ نے تعلق باللہ کے حوالے سے بہت دلنشین انداز میں یہ مضمون سمجھا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے:

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی لائے گئے جن میں ایک عورت بھی تھی جب وہ قیدیوں میں کسی بچہ کو دیکھتی تو اسے اٹھاتی اپنے سینہ سے لگاتی اور پھر اسے دودھ پلاتی۔ دوسری روایتوں میں آتا ہے کہ وہ اسی طرح کرتی رہی یہاں تک کہ اس کا اپنا بچہ اسے مل گیا اور وہ اسے گود میں لے کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ رسول کریمؐ نے اس عورت کو دیکھا اور پھر صحابہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا بہت بڑا عمل ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص اس سے کہے کہ اپنے بچہ کو آگ میں پھینک دے تو کیا یہ اسے پھینک دے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم! اگر اس کا بس چلے تو وہ کبھی اپنے بچہ کو آگ میں نہیں پھینکے گی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا تم نے جو اس عورت کی محبت کا نظارہ دیکھا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے محبت رکھتا ہے۔ ماں سے تو دس آدمی مل کر اس کا بچہ چھین سکتے ہیں مگر وہ کون ماں کا بچہ ہے جو خدا کی گود سے کسی کو چھین سکے۔ اس لیے خدا کی محبت زیادہ شاندار اور زیادہ پائیدار اور زیادہ اثر رکھنے والی ہے۔

(مسلم کتاب التوبہ باب فی سعۃ)

اس اہمیت کا اندازہ درج ذیل حدیث سے ہوتا ہے:

”حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ جس نے اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور انکار کیا ان کا جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے تو اس کا مال اور اس کا خون قابل احترام ہوجاتے ہیں اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو جاتا ہے۔“

(ماہنامہ انصار اللہ مارچ 2014ء)

ایک ایسے دور میں جبکہ کوئی حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں مان رہا تھا جن ابتدائی لوگوں نے آپ کو مانا اور آپ کے ماننے کے نتیجے میں آپ کے صحابہ کا خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہوا ان کی کیا اہمیت ہے۔ اس حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ لیلۃ القدر کی لطیف تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ہم لیلۃ القدر کے دونوں معنوں کو مانتے ہیں ایک وہ عرف عام میں ہیں کہ بعض راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدا تعالیٰ ان میں دعائیں قبول کرتا ہے اور ایک اس سے مراد تاریکی کے زمانہ کی ہے جس میں عام ظلمت پھیل جاتی ہے۔ حقیقی دین کا نام و نشان نہیں رہتا۔ اس میں جو شخص خدا تعالیٰ کے سچے متلاشی ہوتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں وہ بڑے قابل قدر ہوتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بادشاہ ہو اور اس کا ایک بڑا لشکر ہو دشمن کے مقابلہ کے وقت سب لشکر بھاگ جاوے اور صرف ایک یا دو آدمی رہ جاویں اور انہیں کے ذریعہ سے اسے فتح حاصل ہو تو اب دیکھو کہ ان ایک یا دو کی بادشاہ کی نظر میں کیا قدر ہو گی۔ پس اس وقت جبکہ ہر طرف دہریت پھیلی ہوئی ہے کوئی تو قول سے اور کوئی عمل سے خدا تعالیٰ کا انکار کر رہا ہے ایسے وقت میں جو خدا تعالیٰ کا حقیقی پرستار ہو گا وہ بڑا قابلِ قدر ہو گا۔“

(روزنامہ الفضل یکم اکتوبر 2007ء صفحہ اول)

حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والے آپ کے دینی بھائی ہیں لہٰذا ان کے لیے ایک دینی اخوت کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے صحابہ کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق تھا جو اٹوٹ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ اور حقوق العباد بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں۔ خواہ وہ بھائی ہے یا باپ یا بیٹا مگر سب میں ایک دینی اخوت ہے اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اسی کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں، تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لیے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لیے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے۔۔۔۔(المومن:61) میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لیے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لیے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لیے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہئے اور حقیقتاً موذی نہیں ہونا چاہئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جاوے، ایسا ہی بیزار ہے۔ جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا یعنی بنی نوع کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس لیے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی۔ اس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے تو اس کے ساتھ نہایت رِفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور ان سے محبت کرنی چاہئے کیونکہ خدا کی یہ شان ہے۔

بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے۔۔۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ میں پیش کی گئی ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 68)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جہاں قیامِ جماعت کے وقت یہ فرمایا تھا کہ میری دعاؤں، توجہ اور متبعین کی تربیت باطنی کے نتیجہ میں مجھ پر ایمان لانے والوں کا خدا سے تعلق قائم ہو جائے گا اور وہ ان سے ہم کلام ہو گا اور وہ ایک دنیا کو راہ راست کی طرف لانے کا موجب ہوں گے۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا کہ اصلاح باطنی اور تعلق باللہ کا یہ سلسلہ میرے صحابہ تک محدود نہیں رہے گا بلکہ قیامت تک میرے سلسلہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ آپ نے اشتہار 4، مارچ 1889ء کے آخر میں یہ بھی فرمایا:

"وہ (خدا تعالیٰ) اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے اور وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔"

(روزنامہ الفضل یکم اکتوبر 2007ء)

"ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پیر"

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی تعلق باللہ کے موضوع پر تقریر فرمائی تھی جس میں آپ نے فرمایا:

میری آج کی تقریر کا موضوع تعلق باللہ ہے۔ میں نے پچھلے دنوں اپنے ایک خطبہ میں بھی بیان کیا تھا کہ بہت سے لوگ میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دعا کریں بیٹا ہوجائے۔ کوئی کہتا ہے دعا کریں میری بیوی اچھی ہوجائے۔ کوئی کہتا ہے دعا کریں مجھے کوئی بیوی مل جائے۔۔۔ غرض جتنی ضرورتیں بیان کی جاتی ہیں وہ ساری کی ساری ایسی ہوتی ہیں جو اس دنیاکی زندگی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں حالانکہ سب سے مقدم دعا اگر کوئی ہوسکتی ہے تو یہی ہے کہ ہمارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوجائے اور سب سے مقدم سوال اگر کوئی شخص کرسکتا ہے تو یہی ہے کہ میری اس بارہ میں رہنمائی کی جائے کہ مجھے تعلق باللہ کس طرح حاصل ہوسکتا ہے کیونکہ ہماری زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے۔ اگر ہمارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا ہوجائے تو باقی سب چیزیں اسی میں آجاتی ہیں جیسے کہتے ہیں کہ "ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔"

"تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ کوئی بزرگ تھے جن کے ہمسایہ میں کوئی امیر شخص رہتا تھا جو رات دن ناچ گانے کی مجالس گرم رکھتا تھا اور ہر وقت شور وغوغا ہوتا رہتا تھا چونکہ اس طرح اس کی عبادت میں خلل واقعہ ہوتا تھا ایک دن انہوں نے اسے سمجھایا اور کہا کہ تم رات کو باجے بجاتے اور اونچا اونچا گاتے ہو اس طرح میری عبادت میں خلل آتا ہے مناسب یہ ہے کہ تم اس قسم کی مجلسوں کو بند کردو۔ وہ امیر آدمی بادشاہ کا مصاحب تھا اسے یہ بات بری لگی اور اس نے بادشاہ کے پاس شکایت کردی کہ اس طرح بعض لوگ ہمارے گانے بجانے میں مزاحمت کرتے ہیں۔ بادشاہ نے فوج کا ایک دستہ اس کے مکان پر بھجوادیا۔ جب شاہی فوج آگئی تو اس نے اس بزرگ کو کہلا بھجوایا کہ میری حفاظت کے لیے فوج آگئی ہے اگر طاقت ہے تو مقابلہ کرلو۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ ان سامانوں سے تو مقابلہ کی مجھ میں طاقت نہیں لیکن لڑائی ہم نے بھی نہیں چھوڑنی۔ اگر ہم تیروں سے تمہارا مقابلہ کریں تو نہ معلوم ہمارا تیر نشانہ پر پڑے یا نہ پڑے اس لیے ظاہری تیر اور تلوار کی بجائے ہم رات کے تیروں سے تمہارا مقابلہ کریں گے۔ جب یہ پیغام اسے پہنچا تو معلوم ہوتا ہے اس کے اندر تھوڑی بہت نیکی تھی پہلے تو وہ خاموش رہا لیکن کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس کی چیخ نکل گئی اور اس نے کہا مجھے معاف کیا جائے آج سے باجا، گانا سب بند ہوجائے گا کیونکہ رات کے تیروں کے مقابلہ کی نہ مجھ میں طاقت ہے اور نہ میرے بادشاہ میں طاقت ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا ملنا اور اس سے انسان کا تعلق پیدا ہوجانا یہ سب سے اہم اور ضروری چیز ہے اور اگر خدا مل سکتا ہے تو پھر اس میں کوئی شبہ ہی نہیں رہتا کہ ہمارا سب سے بڑا فرض یہی رہ جاتا ہے کہ اس کے ساتھ تعلق پیدا کریں اور اس طرح اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرلیں۔"

(انوار العلوم جلد 23 صفحہ 125-126)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے کہ تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہوجاؤں اور ان کی آلودگی کے ازالہ کے لیے رات دن کوشش کرتا رہوں اور ان کے لیے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور ان کے لیے وہ روح قدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور روح خبیثہ کی تکفیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفس امارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔ سو میں بتوفیق تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کرلیا ہے غافل نہیں رہوں گا بلکہ ان کی زندگی کے لیے موت تک دریغ نہیں کروں گا۔"

(روحانی خزائن جلد 3، ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 562)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی خصوصی دعاؤں، خاص توجہ اور تربیت باطنی کی شب و روز جاری رہنے والی مساعی کے نتیجہ میں دیگر صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کو روحانیت کی معراج یعنی تعلق باللہ میں ترقی کا جو رفیع الشان موقع حاصل ہوا اس کا اندازہ روزمرہ ظاہر ہونے والے ان واقعات سے لگایا جا سکتا ہے جو قبولیت دعا کے سلسلہ میں دعا کی درخواست کرنے والے احباب کے ہر روز بڑی کثرت سے مشاہدہ میں آتے تھے۔ لوگ ہر روز قادیان میں بھی اور ہجرت کے بعد ربوہ میں بھی نماز عصر کے بعد آپ کے گھر پر بڑی کثرت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اپنی اپنی حاجات کے متعلق دعا کی درخواست کرتے تھے۔ آپ ہر ایک کی درخواست سننے کے بعد اسی وقت ہاتھ اٹھا کر جناب الٰہی میں دعا کرتے۔ جملہ حاضرین بھی ہاتھ اٹھا کر دعا میں شریک ہوتے۔ دعا کے دوران جو کشفی نظارہ آپ کو نظر آتا اس کی روشنی میں آپ اسی وقت بتا دیتے کہ کام ہوجائے گا یا نہیں ہوگا اور اگر ہوگا تو کس حد تک ہوگا اور کس حد تک نہ ہونا مقدر ہے۔

ایک اور اہم امر جس کا ذکر کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جہاں قیام جماعت کے وقت یہ فرمایا تھا کہ میری دعاؤں، توجہ اور متبعین کی تربیت باطنی کے نتیجہ میں مجھ پر ایمان لانے والوں کا خدا سے تعلق قائم ہوجائے گا اور وہ ان سے ہم کلام ہوگا اور وہ ایک دنیا کو راہ راست کی طرف لانے کا موجب ہوں گے۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا کہ اصلاح باطنی اور تعلق باللہ کا یہ سلسلہ میرے رفقاء تک محدود نہیں رہے گا۔ بلکہ قیامت تک میرے سلسلہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے چنانچہ آپ نے اشتہار 4 مارچ 1889ء کے آخر میں یہ بھی فرمایا:

"وہ (خدا تعالیٰ) اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے اور وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔"

(اشتہار 4/مارچ 1889ء۔ روزنامہ الفضل یکم اکتوبر 2007ء صفحہ 3-4)

تعلق باللہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"مجھ سے خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے اور مجھ سے ہی نہیں جو شخص میری اتباع کرے گا اور میرے نقش قدم پر چلے گا اور میری تعلیم کو مانے گا اور میری ہدایت کو قبول کرے گا خدا تعالیٰ اس سے بھی باتیں کرے گا۔۔۔ لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح موعودؑ کی روحانیت کا پرتوہ ہوگا۔"

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 475)

عامر ندیم۔ گیمبیا

یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا

کاش میں مٹّی ہوتا

غالب نے کبھی کیا خوب کہا تھا۔

ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

انسانی آگہی کی بنیاد علم پہ ہے اور علم کی پیاس ازل سے ہی انسان کی فطرت کا جزو لاینفک ہے۔ چنانچہ جیسے جیسے علم بڑھتا ہے، انسانی آگہی میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہی آگہی پھر انسان کو چیزوں اور حقائق کی تہہ اور کنہ تک پہنچاتی ہے۔ پھر انسان ایک طرف تو مادے کی اصلیت معلوم کرنے کے پیچھے لگ جاتا ہے تو دوسری طرف اپنے من میں ڈوب کے حیات کے رموز و اسرار معلوم کرنے کی کوششیں کرتا ہے۔ اس موقع پہ خالق دو جہان بھی اس کی راہنمائی اپنی وحی مصفّٰی سے فرماتے ہوئے نہ صرف اس کی علمی پیاس بجھانے کا بندوبست فرماتا ہے بلکہ اس پہ ظاہری و باطنی اسرار ایسے کھولے جاتے ہیں کہ نہ صرف اپنی ذات کی حقیقتیں اس پہ منکشف ہوتی ہیں بلکہ کائنات کے دقیق در دقیق راز بھی اس پہ کھولے جاتے ہیں۔ زمین پہ ہوش سنبھالتے ہی انسان نے نہ صرف اپنی اصلیت کا کھوج لگانے کی کوششوں کا آغاز کر دیا بلکہ اپنے گرد موجود مادّے کی حقیقت جاننے کی تگ و دو بھی شروع کر دی۔

ابتدا میں انسان کی حالت اس شیر خوار بچے کی سی تھی جو اپنے ارد گرد کے ماحول سے اس حد تک لاتعلق تھا کہ اپنے پیدا کرنے والے خالق کا کامل عرفان اسے اسی طرح نہیں حاصل تھا جیسا کہ ایک نومولود بچہ اپنی ماں کے وجود اور اس کی اہمیت سے ناواقف ہوتا ہو۔ پھر جیسے ماں اس کی ربوبیت کرتے ہوئے اس کی پرورش کرتی ہے اور اسے آہستہ آہستہ اپنی ماں کے ہونے اور اس کے ہونے کی اہمیت کا ادراک کرتا چلا جاتا ہے۔ خالق دو جہاں نے انسان کی روحانی تربیت اس طرح فرمائی کہ اس میں ایک قادر و توانا خالق کی موجودگی کا عرفان بڑھنے لگا اور یہ عرفان کائنات کے ایک خالق کے موجود ہونے سے بڑھ کے فی الحقیقت اس کی ذات کا عرفان حاصل کر کے اس سے ایک زندہ و جاوید تعلق بننے پہ منتج ہوا۔

اس علم و عرفان کی ترقی نے انسان کو اس قابل بھی بنایا کہ وہ اس کائنات کے رموز و اسرار سمجھنے کے ساتھ ساتھ اسے اپنی ذات کی اصلیّت اور حقیقت کا ادراک بھی ہونے لگا۔

غالب ہی نے ایک دفعہ کہا تھا۔

؎ جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ جب غالب جیسا ایک دنیا دار شخص بھی اپنی بے مائیگی کو پہچان لیتا ہے اور اس جیسے کئی دیگر مفکرین اور فلسفہ دان بھی اس حقیقت کو جان لیتے ہیں تو ذرا سوچیئے کہ جنہیں اس ذات کا حقیقی عرفان حاصل ہوتا ہے اور وہ پھر شعوری طور پہ اس ذات کے عرفان کی روشنی میں اپنی ذات کا موازنہ کرتے ہیں تو پھر ان لوگوں کا اپنی ذات کے بارے میں اس سے کم کیا خیال ہو گا کہ جنہیں ذات باری تعالیٰ نے اپنی ذات کا حقیقی عرفان عطا فرمایا کہ:

یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرَاباً

یہ کوئی ذوقی بات نہیں بلکہ احادیث میں ایک واقعہ بعینہٖ اسی نوعیت کا ملتا ہے۔ چنانچہ بخاری جلد 1 صفحہ 495 اور مسلم جلد 2 صفحہ 356 میں ایک واقعہ درج ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے گناہوں کی زیادتی کی وجہ سے اپنے نفس پہ بڑی زیادتی کی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا۔

اِذَا اَنَا مُتُّ فَاحۡرِقُوۡنِی ،ثُمَّ اَطۡحَنُوۡنِی ، ثُمَّ ذُرُوۡنِیۡ فِی الرِّیۡحَ فَوَا اللّٰہِ لَئِنۡ قدرا اللہ عَلَیَّ لیعذبنّی عذابًا ما عذّبہ احدًا

یعنی جب میں مر جاؤں، تو تم مجھے جلا کر، میری راکھ کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ واللہ اگر اللہ نے مجھ پہ تنگی کی تو مجھے ایسی سزا دے گا جو اور کسی کو اس نے نہیں دی ہو گی۔

حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ اس کے مرنے پہ اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کے تمام ذرّات کو جمع کر دے، سو اس نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ: اے میرے رب! تیرے ڈر کی وجہ سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

اس واقعہ میں بھی اس شخص کی مثال کی مدد سے ایسے ہی لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو نہ صرف کائنات پہ غور و فکر کر کے اپنی پیدائش کا مقصد پا گئے ہیں بلکہ انہیں اس بات کا بھی اندازہ ہے کہ اپنے آقا کے سامنے جو کچھ بھی پیش کیا جائے اس میں اپنی کمیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے کچھ نہ کچھ خام اور نقص رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں جس ایک ہستی کو اپنی ذات کا کامل علم اور عرفان عطا فرمایا تھا، وہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں اور آپؐ کی ذریعہ آپ کے فیض اور صحبت اور تربیّت کے نتیجہ میں یہ نور حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا۔

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی معرکۃ الآراء تفسیر صغیر کے اسی آیت یعنی یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا کی پر معارف تفسیری نوٹ میں حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے آپ فرماتے ہیں کہ بعض مسلمان فرقے صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین کے بغض میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موت کے وقت یہی فقرہ کہتے تھے پس ان کا کفر ثابت ہے۔ حالانکہ اگر یہ روایت ثابت ہو تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کے لحاظ سے اس کے یہ معنی ہوں گے کہ کفّار کی باتوں کا منکر یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہیں گے کہ کاش! میرے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ ایسا ہی ہوتا نہ وہ میرے نیک اعمال کا بدلہ دیتا اور نہ میری غلطیوں کی سزا دیتا۔ یہ فقرہ ایک کامل مومن کا فقرہ ہے۔ حدیثوں میں تو خود رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے متعلق بھی آتا ہے کہ آپؐ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے اعمال کی وجہ سے نہیں بخشا جاؤں گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخشا جاؤں گا۔ کافر کا لفظ یہاں طنزًا استعمال ہوا ہے۔

دعا کا تحفہ

صبح شام کی دعا

حضرت ابوہریرہؓ اور ابو راشد الحرانیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کچھ ایسے دُعائیہ کلمات سکھا دیں جو مَیں صبح و شام دہرایا کروں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا سکھائی اور فرمایا کہ صبح و شام یا بستر پر جاتے ہوئے یہ دُعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ،عَالِمِ الۡغَیۡبِ وَالشَّھَادَۃِ رَبَّ کُلِّ شَیۡءٍ وَّمَلِیۡکَہٗ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّ نَفۡسِیۡ،وَشَرِّ الشَّیۡطَانِ وَشِرۡکِہٖ،وَاَنۡ اَقۡتَرِ فَ عَلٰی نَفۡسِیۡ سُوۡٓءً،اَوۡ اَجُرَّہٗٓ اِلٰی مُسۡلِمٍ

(ابو داؤد کتاب الادب)

ترجمہ: اے اللہ! زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کو جاننے والے! ہر ایک چیز کے ربّ اور مالک! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ مَیں اپنے نفس اور شیطان کے شر اور اُس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اس بات سے بھی کہ میں خود کسی برائی کا مرتکب ہو کر اپنا نقصان کر لوں یا کسی مسلمان کو کوئی گزند پہنچاؤں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 112)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ڈاکٹر مبارز احمد ربانی۔ لندن

کیا پوروشاپورہ کا پیالہ واقعی حضرت گوتم بدھؑ کا تھا؟

جب ہم جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی واقعہ کے بعد بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں (یعنی قبائل) کی تلاش میں مشرقی علاقوں میں آنے کے بارے میں تحقیق کرنے اور تاریخی شواہد کو اکٹھا کرنے میں بہت دلچسپی تھی۔ آپؑ کی خواہش رہتی تھی کہ اس سلسلے میں کسی طرف سے کوئی نہ کوئی خوش خبری آتی رہے۔ اس بات کا اندازہ ہم ان چند ایک مثالوں سے لگا سکتے ہیں کہ ایک روز آپؑ کی خدمت میں ایک خط آیا جس میں آپؑ کو آگاہ کیا گیا کہ جلال آباد کے علاقے میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا۔ اس خط سے حضرت اقدسؑ اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر کوئی مجھے کروڑوں روپے لا دیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 203)

اسی طرح ایک دفعہ آپؑ نے حضرت حاجی سیٹھ اللہ رکھا عبدالرحمٰن مدراسیؓ صاحب کو اپنی طبیعت کی ناسازی کے باوجود مدراس ایک خط لکھا جس میں آپؑ نے ان کو ایک میلا یوز آسف (جو مدراس میں ہر سال منعقد ہوتا تھا) کے حوالے سے ہر طرح کی تفصیلات حاصل کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا مثلاً وہاں یوز آسف کس کو کہتے ہیں، وہ کہاں سے آیا تھا اور کس قوم میں سے تھا۔ اس جگہ یوز آسف کا کوئی مقام تھا یا ان کی زندگی کے بارے میں کوئی تحریرات موجود ہیں

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 395)

حضور علیہ السلام نے ایک الگ موقعہ پر ایک وفد بھی تحقیق کی غرض سے ان علاقوں میں بھیجنے کے لئے تیار کیا جہاں صلیبی واقعہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے آثار ملنے کا امکان تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ ہم وفات مسیح کے مسئلے پر زیادہ زور دیتے ہیں، کیونکہ اسی موت کے ساتھ عیسائی مذہب کی بھی موت ہے اور اسی غرض سے میں نے کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' لکھنی شروع کی ہے اور اسی کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کے لئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنی جماعت میں سے چند آدمیوں کو بھیجوں جو ان علاقہ جات میں جا کر ان آثار کا پتہ لگائے۔ جن کا وہاں موجود ہونا بتایا جاتا ہے۔ اگرچہ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بھی کیا جاتا، تو بھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس قدر شواہد اور دلائل ہم کو اس امر کے لئے دے دیئے ہیں، جن کو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہیں سکتی، لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ حقائق اور معارف کا بھوکا پیاسا ہوتا ہے۔ کبھی ان سے سیر نہیں ہوتا۔ اس لئے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جس قدر ثبوت اور دلائل اور مل سکیں وہ اچھا ہے

(ملفوظات جلد اول صفحہ 222-223)

خاکسار کا یہ مضمون بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

حضرت گوتم بدھؑ اور حضرت عیسیٰ ناصریؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''مسیح ہندوستان میں'' میں فرمایا ہے: اور ضرور تھا کہ مسیح اس سفر کو اختیار کرتا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہی اس کی نبوت کی علت غائی تھی کہ وہ ان گمشدہ یہودیوں کو ملتا جو ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت پذیر ہو گئے تھے وجہ یہ کہ درحقیقت وہی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں تھیں جنھوں نے ان ملکوں میں آ کر اپنے باپ دادے کا مذہب بھی ترک کر دیا تھا اور اکثر ان کے بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے اور پھر رفتہ رفتہ بت پرستی تک نوبت پہنچی تھی

(مسیح ہندوستان میں صفحہ 19)

پھر آپؑ مزید فرماتے ہیں: تو اس ملک میں خدائے تعالیٰ نے ان کو بہت عزت دی اور بنی اسرائیل کی وہ دس قومیں جو گم تھیں اس جگہ آ کر ان کو مل گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل اس ملک میں آ کر اکثر ان میں سے بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے اور بعض ذلیل قسم کی بت پرستی میں پھنس گئے تھے۔ سو اکثر ان کے حضرت مسیح کے اس ملک میں آنے سے راہ راست پر آ گئے۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ 57-58)

نیز فرماتے ہیں: اور چونکہ ایک گروہ یہودیوں کا بدھ مذہب میں داخل ہو چکا تھا اس لئے ضرور تھا کہ وہ نبی صادق بدھ مذہب کے لوگوں کی طرف توجہ کرتا۔ سو اس وقت بدھ مذہب کے عالموں کو جو مسیحا بدھ کے منتظر تھے یہ موقع ملا کہ انھوں نے حضرت مسیح کے خطابات اور ان کی بعض اخلاقی تعلیمیں جیسا کہ یہ کہ ''اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور بدی کا مقابلہ نہ کرو'' اور نیز حضرت مسیح کا بگوا یعنی گورا رنگ ہونا جیسا کہ گوتم بدھ نے پیش گوئی میں بیان کیا تھا یہ سب علامتیں دیکھ کر ان کو بدھ قرار دے دیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح کے بعض واقعات اور خطابات اور تعلیمیں اسی زمانے میں گوتم کی طرف بھی عمداً یا سہواً منسوب کر دیئے گئے ہوں کیونکہ ہمیشہ ہندو تاریخ نویسی میں بہت کچے رہے ہیں اور بدھ کے واقعات حضرت مسیح کے زمانے تک قلمبند نہیں ہوئے تھے اس لئے بدھ کے عالموں کو بڑی گنجائش تھی کہ جو کچھ چاہیں بدھ کی طرف منسوب کر دیں سو یہ قرین قیاس ہے کہ جب انھوں نے حضرت مسیح کے واقعات اور اخلاقی تعلیم سے اطلاع پائی تو ان امور کو اپنی طرف سے اور کئی باتیں ملا کر بدھ کی طرف منسوب کر دیا ہوگا۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ 81)

سب سے اہم بات جو اس اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشرقی علاقوں میں آنے کے بعد آپؑ کے بعض واقعات، اقوال، خطابات اور تعلیمات کو عمداً یا سہواً حضرت بدھؑ کے واقعات، اقوال، خطابات اور تعلیمات کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔ خاکسار کی رائے میں حقیقت بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰؑ اور حضرت بدھؑ کے واقعات، اقوال، خطابات اور تعلیمات کا کچھ حصہ آپس میں مل جل جانے کی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ کی موجودگی کا اس حوالے سے پتہ لگانا (کہ وہ ان مشرقی علاقوں میں تشریف لائے تھے) مشکل ہو گیا ہے۔ اس کے برعکس حضرت بدھ کی پرستش کے آثار بکثرت ملتے ہیں جبکہ حضرت عیسیٰؑ کی موجودگی کے آثار دب گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت بدھا علیہ السلام کے واقعات، اقوال، خطابات اور تعلیمات کا کچھ حصہ آپس میں مل جل گیا ہو گا بہت اہم بات ہے جس کو بنیاد بنا کر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی کو ان علاقوں میں تلاش کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اس مضمون کے لکھنے کا مقصد بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بیان کردہ حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے مشرقی افغانستان اور شمالی پاکستان (قدیمی نام: گندھارا) کے علاقوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی کا پتہ لگانے کی ادنیٰ سی کوشش ہے۔ اس سلسلے میں پروفیسر شوشین کو ویاما اور پروفیسر جو ہینگ رہی کی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جاپان کے پروفیسر شوشین کو ویاما ایک مشہور ماہر آثار قدیمہ اور تاریخ دان ہیں اور ساؤتھ کوریا کے پروفیسر جو ہینگ رہی بدھ مت کے آرٹ ہسٹورین ہیں۔

The Metropolitan Museum of Art, New York (Denise and Andrew Saul Gift, in honour of Maxwell K. Hearn, 2014)

جیبن (گندھارا) کا علاقہ اور بدھؑ کے تبرکات

انڈیا سے بدھ مت کے مونکس (راہبوں) نے تبلیغ کی غرض سے چین کا سفر اختیار کیا جس کے بعد بالخصوص چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں چین کے رہائشی بدھ مت کے مونکس، یاتریوں اور زائرین نے بڑی تعداد میں انڈیا کا سفر اختیار کیا۔ ان چینی مونکس نے واپس جانے کے بعد اپنے تفصیلی سفرنامے لکھے۔ ان سفرناموں سے ہمیں انڈیا کے حالات، ثقافت، سماج، تجارت، سیاست، جغرافیہ، مذہبی روایات و عبادات اور تاریخی واقعات کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ ایشیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس نے جنوبی ایشیا کے بارے میں اتنی سیر حاصل معلومات فراہم کی ہوں جتنی چین کے ان مونکس اور زائرین نے کی ہیں۔ آج بھی ہمیں اس زمانے کے انڈیا کے بارے میں جو علم حاصل ہوتا ہے اس کا زیادہ تر حصہ انہی چینیوں کے حالات زندگی اور تحریرات کے پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ چینی مونکس کا انڈیا کا سفر اختیار کرنے کے کئی مقاصد میں سے ایک خاص مقصد یہ تھا کہ وہ بدھ مت سے تعلق رکھنے والے مقدس مقامات کا دورہ کریں۔ دونوں اطراف سے جانے والے مونکس کا برصغیر کے شمال مغرب میں واقع ایک علاقے سے گہرا تعلق تھا جس کا نام ان چینی تحریرات میں جیبن (جو ماضی میں گندھارا کے نام سے زیادہ مشہور تھا) بتایا گیا ہے۔ پہلی صدی عیسوی سے لے کر تقریباً پانچویں صدی عیسوی تک گندھارا بدھ مت کا ایک عظیم مرکز رہا۔ چینی اور انڈین مونکس جیبن کے علاقے

میں گوتم بدھاؑ کی جسمانی باقیات اور تبرکات کا درشن اور ان کی پوجا کرنے آتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ مونکس جیبن کے علاقہ کی ان جگہوں کی بھی زیارت کرتے تھے جہاں پر بتایا جاتا تھا کہ وہاں بدھاؑ تشریف لائے تھے۔ اس علاقہ کی وجہ شہرت بدھاؑ کے صدقات والے پیالے (پالی زبان میں: پاترا) کا یہاں موجود ہونا بتایا جاتا ہے۔جیسا کہ اوپر ذکر گیا ہے کہ اس علاقے میں بدھاؑ کی کچھ جسمانی باقیات اور دوسری استعمال کی تبرکات موجود تھیں جن میں آپؑ کا چولہ، بال، دانت، ہڈی کا ٹکرا، ناخن، چھڑی اور ایک صدقات کا پیالہ شامل ہیں۔لوگ جس چیز کی سب سے زیادہ پوجا کرتے تھے وہ آپؑ کا صدقات والا پیالہ تھا۔ یہ ساری تفصیلات مونکس کے سفرناموں اور حالات زندگی سے ہمیں پتہ چلتی ہیں۔ ان تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے اس پیالے کو جبین کے مرکزی شہر پوروشاپورہ (موجودہ شہر پشاور) میں رکھا ہوا تھا۔کیونکہ ان تبرکات میں سے اس پیالے کی سب سے زیادہ اہمیت تھی اور موجودہ تحقیق بھی سب سے زیادہ اس پیالے کے بارے میں ہوئی ہے لہذا باقی چیزوں کو چھوڑتے ہوئے اس مضمون میں اس پیالے پر بات کی جائے گی۔

نیز یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ بدھ مت کی تعلیم اور فلاسفی سے براہ راست آگاہی حاصل کرنے کے لئے ان مونکس نے جیبن میں رہ کر تعلیم بھی حاصل کی۔ وہ مختلف کتب اور تحریرات کے تراجم کرنے کی غرض سے انھیں واپس چین لے جاتے تا اس علم سے مکمل طور پر فیض یاب ہوسکیں۔ چینی مونکس کی اکثریت جیبن کے علاقے سے گزر کر انڈیا کے اندرونی علاقوں میں نہیں گئی۔سوائے چند ایک کے باقی سب لوگ جیبن سے ہی واپس چین لوٹ گئے۔ جو لوگ اندرونی انڈیا کے علاقوں میں گئے (بالخصوص گوتم بدھاؑ کے علاقے میں) ان میں فاہیان (پانچویں صدی عیسوی کے ابتداء میں) اور ہیون سانگ (ساتویں صدی عیسوی کی ابتداء میں) کے نام قابل ذکر ہیں۔

بدھاؑ کا پیالہ

انڈین اور چینی بدھ مت کی تحریرات کے مطابق بدھاؑ کو اپنی زندگی میں چار آسمانی بادشاہوں (سنسکرت اور پالی زبان میں: لوکا پالس) کی طرف سے پتھر سے بنے ہوئے چار پیالے دیئے گئے اور یہ چار پیالے آپؑ پر روحانیت کے آشکار ہونے کے بعد پہلے کھانے کے موقع پر دیئے گئے اور پھر ان چاروں پیالوں کو ملا کر ایک پیالہ بنا دیا گیا۔بتایا جاتا ہے کہ یہ وہ ہی پیالہ ہے جس کی عبادت پوروشاپورہ میں کی جاتی تھی۔ فاہیان وہ مونک ہے جس نے اپنے سفر کے دوران 402 عیسوی میں یہ پیالہ پوروشا پورہ میں دیکھا اور اس کا تفصیلی ذکر اپنے سفرنامہ میں کیا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ پیالہ ایک عمارت میں رکھا ہوا تھا اور اس کی پوجا کے لئے مونکس اور لوگ دن میں دو بار جمع ہوتے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ اس پیالے میں چار لیٹر تک بھرنے کی گنجائش تھی۔اس پیالے کی موٹائی آدھے سنٹی میٹر تک تھی۔اس کا رنگ زیادہ تر سیاہ تھا۔ چاروں پیالوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر ایک بنانے کی وجہ سے (جیسا کہ کہانی میں بتایا جاتا ہے) ان چاروں پیالوں کے کناروں کی لائنیں دکھائی دیتی ہیں۔ کچھ دوسری چینی روایات میں یہ ذکر ملتا ہے کہ اس کا سائز ایک عام پیالے سے چار گنا زیادہ تھا۔ دراصل بدھاؑ کے پیالے کی پوجا کی ابتداء دوسری اور تیسری صدی عیسوی میں ہی گندھارا تہذیب کے پتھر کے مجسموں کی مذہبی نقش نگاری میں بھی دیکھائی دیتی ہے۔گندھارا آرٹ بنیادی طور پر ایک مذہبی آرٹ ہے۔ اس آرٹ میں مثلاً مجسموں میں گندھارا کے لوگ اس پیالے کے سامنے پوجا کرتے اور اسے عزت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اس مضمون میں پیش کردہ تصویر میں ان ہی مجسموں میں سے ایک میں اس پیالے کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے (یہ مجسمہ دراصل ایک بڑے مجسمے کا حصہ ہے جو نیویارک کے میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ میں موجود ہے)۔ فاہیان کے علاوہ کئی اور مونکس نے اس پیالے کو پوروشاپورہ میں دیکھا اور اس کا ذکر اپنی تحریرات میں کیا۔ جب ہیون سانگ پوروشاپورہ آیا (فاہیان کے دو سو سال کے بعد یعنی 630 عیسوی میں) تو اس وقت یہ پیالہ وہاں سے غائب ہو چکا تھا مگر اس عمارت میں جس میں وہ پہلے محفوظ تھا اس کی بنیادیں ابھی تک قائم تھیں اور نظر آتی تھیں۔ اس پیالے کا کیا بنا کسی کو صحیح طرح نہیں پتا اور نہ کبھی کسی ملک یا قوم نے اس پیالے کا اپنے پاس ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس طرح یہ پیالہ تاریخ کے اوراق میں کھو گیا ہے۔

پیالہ اور یوہژی راجہ کے متعلق روایات

فاہیان کے سفرنامہ کے علاوہ چینی زبان کی دو اور تحریرات اس بات کا ذکر کر رہی ہیں کہ یہ پیالہ کس طرح پوروشاپورہ میں پہنچا۔ ان تحریرات میں بیان کیا گیا ہے کہ یوہژی قوم (یعنی کہ کوشان سلطنت جو دوسری اور تیسری صدی عیسوی میں گندھارا اور دوسرے شمالی علاقوں پر قابض تھی) کا ایک راجہ تھا جس نے کسی دوسرے راجہ سے لڑائی میں فتح پانے کے بعد مال غنیمت کے طور پر اس پیالے کو شمالی انڈیا سے پوروشاپورہ پہنچایا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ گوتم بدھاؑ کی زندگی شمالی انڈیا میں گزری اور وفات بھی وہاں ہی ہوئی اور یہ بتایا جاتا ہے کہ وہاں یہ پیالہ آپؑ کے زیر استعمال رہا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پیالہ جو پوروشاپورہ میں پڑا ہوا تھا اور جس کی عبادت کی جاتی تھی کیا وہ واقعی ہی بدھاؑ کا تھا جس کا استعمال آپؑ نے پانچ سو سال قبل مسیح کیا؟ کئی شواہد ایسے ملے ہیں جو اس کہانی کے برعکس نظر آتے ہیں اور اس بات کو رد کرتے ہیں کہ یہ پیالہ بدھاؑ کے استعمال میں رہا۔

اول تو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جن چینی تحریرات میں یہ ذکر ملتا ہے کہ ایک یوہژی راجہ اس پیالے کو مال غنیمت کے طور پر پوروشاپورہ میں لایا تھا وہ تحریرات چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی کی ہیں۔یعنی کہ ان تحریرات میں ایک ایسے واقعے کے بارے میں بتایا جا رہا ہے جو دو سو سال پہلے گزر چکا تھا۔ لھذا ہم اس کہانی پر بنا ثبوت یقین نہیں کر سکتے۔ ہوسکتا ہے کہ پوروشاہ پورہ کے پیالے اور جیبن کے علاقے کو اہمیت دینے کے لئے (کہ یہ بدھاؑ کا اصلی استعمال شدہ پیالہ ہے) بدھاؑ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔ اس لئے یہ خیال خارج از امکان نہیں ہے کہ یہ کہانی حقیقت پر مبنی نہ ہو اور یہ پیالہ باہر سے پوروشاپورہ میں نہ آیا ہو بلکہ جیبن کے ایک مقامی پتھر سے بنایا گیا ہو۔ دوم یہ کہ یہ تین روایات جن میں ذکر آیا ہے کہ یہ پیالہ باہر سے آیا ہے آپس میں بھی سو فی صد اتفاق نہیں کرتیں۔مثلاً ایک روایت میں ہے کہ یہ پیالہ ویشالی شہر (انڈیا) سے آیا ہے جبکہ دوسری میں ہے کہ پاٹلی پوترا شہر (انڈیا) سے آیا ہے اور تیسری روایت میں مڈل انڈیا سے آنے کا ذکر ملتا ہے۔ ایسا تاثر مل رہا ہے کہ ایک کوشش کی جا رہی ہے کہ پوروشاپورہ کے اس پیالے کو کسی نہ کسی طرح بدھاؑ کے وطن اور علاقے کے ساتھ جوڑا جائے۔ لہذا ہم اس کہانی کی صحت کو کمزور پاتے ہیں اور یہ نہیں مان سکتے کہ ایک مقامی راجہ اس پیالے کو باہر سے پوروشاپورہ لے کر آیا۔

پیالے کی حقیقت

اگر اس پیالے کو کوئی اور باہر سے نہیں لایا تو کیا بدھاؑ خود جیبن کے علاقے میں تشریف لے گئے اور اس طرح یہ پیالہ آپؑ کے ساتھ آیا اور یہاں پوروشاپورہ میں رہ گیا اور زیارت کا مرکز بن گیا؟ آج کے دور کے بدھ مت کے تاریخ دان سب اس بات پر متفق ہیں کہ بدھاؑ نے اپنی زندگی میں کبھی جیبن کے علاقے کا سفر اختیار نہیں کیا۔ جغرافیائی لحاظ سے انڈیا میں جہاں تک آپؑ تشریف لے گئے وہ مقام ورنجا بتایا جاتا ہے جو متھورا شہر (اتر پردیش) کے قریب ایک جگہ ہے۔اس کے آگے مغرب کی طرف بدھاؑ نے سفر کبھی نہیں اختیار کیا۔ حیرت کی بات ہے کہ بعد کے زمانے میں آپؑ کی زندگی کو انڈیا کے اندر اور باہر کے بہت سارے سفروں کے ساتھ جوڑ دیا گیا جن میں جیبن کا علاقہ (یعنی کہ گندھارا) نمایاں ہے۔چنانچہ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ آپؑ جیبن میں مختلف جگھوں پر تشریف لے گئے حالانکہ حقیقت میں آپؑ کبھی وہاں نہیں گئے (ان سفروں کو ’’دی لیجنڈری ویزٹس آف دی بدھا‘‘ کے نام سے جانا جاتا ہے)۔لیکن اس کے باوجود چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی کے مونکس اور لوگوں کو پورا یقین تھا اور انھوں نے کبھی اس بات پر شک نہیں کیا۔سب کا یہ ہی ماننا تھا کہ وہ یہاں آئے ہیں اور یہ تبرکات ان سے ہی وابستہ ہیں۔ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ وہ نہیں آئے اور دوسری طرف پورا یقین ہے کہ آئے ہیں۔اس تضاد کی کیا وجہ ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ یہاں کوئی غلط فہمی پیدا ہوئی ہے اور اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات یاد آتی ہے کہ عمداً یا سہواً حضرت عیسیٰؑ کے کچھ خطابات، اقوال، واقعات اور تعلیمات کو بدھاؑ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ خاکسار کی رائے کے مطابق اگر حضرت عیسیٰؑ کے کچھ خطابات، اقوال، واقعات اور تعلیمات کو بدھاؑ کے طرف منسوب کر دیا گیا ہے تو عین ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی کچھ اشیاء اور تبرکات کو بھی بدھاؑ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو جیسے کہ اس پیالے کو۔

اس کے علاوہ کچھ اور بھی شواہد ہیں جو یہ واضح کرتے ہیں کہ پوروشا پورہ کا پیالہ نہ ہی بدھاؑ کے وطن سے آیا اور نہ ہی اس کو بدھاؑ کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے۔ انڈیا کی گپتا آرٹ کے مجسموں میں اس پیالے کا رنگ شوخ اور روشن دیکھایا گیا ہے جبکہ چینی مونکس کے مطابق پوروشاپورہ کے پیالے کا رنگ زیادہ تر سیاہ یا گہرا سلیٹی تھا۔ لہذا یہ فرق ہمیں بتاتا ہے کہ پوروشاپورہ کا پیالہ جیبن کے علاقے میں بنایا گیا تھا۔ ایک اور ثبوت یہ ہے کہ متھورا کی بدھ مت کی آرٹ (شمالی انڈیا) اور آندھرا کی بدھ مت کی آرٹ (جنوبی انڈیا) کے مجسموں (جو کہ عیسوی صدیوں کے آغاز سے وابستہ ہیں) کو دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ماتھورا اور آندھرا کے بدھ مت کے پیروکاروں کے نزدیک بدھاؑ کا پیالہ جنت میں (سنسکرت زبان میں: ترایا ستر یمشا) محفوظ ہے۔یعنی کہ ماتھورا اور آندھرا کے بدھ مت کے پیروکار اس پیالے کا وجود روحانی اور فلسفیانہ رنگ میں لیتے تھے نہ کہ ظاہری شکل میں۔ اس طرح ماتھورا اور آندھرا کے یہ شواہد جیبن کے بدھ مت کے پیروکاروں کے اس دعویٰ کی نفی کر رہے ہیں کہ پوروشاپورہ میں بدھاؑ کا پیالہ ظاہری طور پر موجود تھا۔مزید برآں ہیون سانگ جب سفر کرتا ہوا جیبن کے راستے شمالی انڈیا (بدھاؑ کے وطن میں) پہنچا تو وہاں اس کو ایک سٹوپا (گنبد) ملی۔ یہ سٹوپا اس جگہ کی نشان دہی کر رہی تھی جہاں ان چار آسمانی بادشاہوں (لوکا پالس) نے بدھاؑ کو چار پتھر کے پیالے پیش کیے جو آپؑ نے ملا کر ایک پیالہ بنا دیا تھا۔ حیرت والی بات یہ ہے کہ ہیون سانگ کی سفرنامہ میں کسی ایسی بات کا ذکر نہیں ملتا کہ اس جگہ کسی ظاہری پیالے یا کسی بھی ظاہری چیز کی عبادت ہو رہی تھی۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بدھاؑ کے علاقے میں ظاہری اشیاء یا تبرکات کی عبادت کی کوئی رسم

بقیہ صفحہ 09 پر

رپورٹ: حافظ خلیق بشیر۔ استاد مدرسۃ الحفظ گھانا

مدرسۃ الحفظ گھانا میں سالانہ ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد

طلبا کی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ہر سال طلباء مدرسۃ الحفظ گھانا کے سالانہ ورزشی مقابلہ جات کروائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کی خاطر سال کے آغاز میں طلباء کی سالانہ سرگرمیوں کا پروگرام بنا کر طلباء کو آگاہ کر دیا جاتا ہے جس کی طلباء بھرپور تیاری کرتے ہیں۔

اس سال کے پروگرام کے مطابق ورزشی مقابلہ جات مورخہ 25 و 26/ نومبر 2022ء گراؤنڈ جامعۃ المبشرین میں منعقد ہوئے۔ ان مقابلہ جات کی تیاری کے لئے اساتذہ مدرسۃ الحفظ گھانا کے ساتھ طلباء کی ایک ٹیم نے کام کیا۔

امسال ورزشی مقابلہ جات کی افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی محترم مبشر حسین شاہد صاحب وائس پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا تھے۔

افتتاحی تقریب کا آغاز مورخہ 25/ نومبر شام 4:00 بجے گراؤنڈ جامعۃ المبشرین میں ہوا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ عزیزم مصور احمد سرمد طالبعلم مدرسۃ الحفظ گھانا نے کی۔ اس کے بعد عزیزم محمد ابراہیم طالبعلم مدرسۃ الحفظ گھانا نے حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ یاعین فیض اللہ والعرفان نہایت خوش الحانی سے پڑھا۔

قصیدہ کے بعد عزیزم عبد الصمد طالبعلم مدرسۃ الحفظ گھانا نے امسال ہونے والے ورزشی مقابلہ جات کی مختصر رپورٹ پیش کی۔

اس مختصر رپورٹ کے بعد مہمان خصوصی محترم مبشر حسین صاحب وائس پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا نے طلباء سے خطاب کیا۔ آپ نے حدیث المؤمن القوی خیر من المؤمن الضعیف کی تشریح کرتے ہوئے طلباء کو اپنی صحت کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ خطاب کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کروائی۔

ورزشی مقابلہ جات میں 5 انفرادی اور 3 اجتماعی مقابلے کروائے گئے۔ انفرادی مقابلہ جات میں 100 میٹر دوڑ، 100 میٹر بیک دوڑ، بوری ریس، لیمن وسپون ریس اور ثابت قدمی شامل تھے۔ گزشتہ سال کی طرح امسال بھی ثابت قدمی کا مقابلہ بے حد دلچسپی کا باعث بنا جس میں طلباء نے کثیر تعداد میں حصہ لیا۔ اجتماعی مقابلہ جات میں فٹبال، رسہ کشی اور وریلے ریس کے مقابلے شامل تھے۔

قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ورزشی سرگرمیوں کے باعث طلباء کی ذہنی، جسمانی، اخلاقی اور روحانی استعدادوں میں اضافہ فرمائے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منشائے مبارک کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

بقیہ: پوروشاپورہ کا پیالہ ...... از صفحہ 07

موجود نہیں تھی۔ یہ جیبن کے علاقے کے بدھ مت کے پیروکار اور معتقدین تھے جنھوں نے پہلی بار (بدھ قوم میں) ظاہری تبرکات کی عبادت کی رسم شروع کی تھی جو بقول ان کے بدھاؑ کی استعمال شدہ تھیں۔

خلاصہ بحث

پروفیسر شوشین کو دیاما اور آج کے دیگر ماہر آثار قدیمہ اور آرٹ کے تاریخ دان کے نزدیک جیبن کے بدھ مت کے پیروکار نے اس علاقے کو اہمیت دینے کی خاطر اس علاقے کو دانستہ طور پر بدھاؑ کے یہاں آنے اور ان کی استعمال کی اشیاء کے یہاں موجود ہونے کے ساتھ جوڑنا شروع کر دیا تا کہ اس علاقے کو ایک مرکزی مقدس حیثیت حاصل ہو۔ مندرجہ بالا بحث کے بعد چند اہم باتیں سامنے آتی ہیں جو ہمیں حقیقت کو جاننے میں مدد دیتی ہیں: اول پوروشاپورہ کا وہ پیالہ جس کا ذکر چینی روایات میں آتا ہے نہ کبھی حضرت بدھاؑ کے علاقے سے آیا تھا اور نہ کبھی آپ کے استعمال میں رہا بلکہ وہ پیالہ جیبن میں ہی کسی مقامی پتھر سے بنایا گیا۔ دوم لگتا ہے کہ جن لوگوں کا یہ یقین اور عقیدہ تھا کہ یہ پیالہ حضرت بدھاؑ کا ہے انھوں نے دھوکا کھایا ہے کیونکہ حضرت بدھاؑ کبھی بھی اس علاقے میں تشریف نہیں لائے۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے مبعوث ہونے کا مقصد پورا کرنے کے لئے اس علاقے میں آنا ضروری تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کو تلاش کر کے ان کی راہنمائی کرسکیں جن میں سے اکثر بدھ مت کا مذہب اختیار کر چکے تھے۔ اس تناظر میں یہ ہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کچھ خطابات، اقوال، واقعات اور تعلیمات کو حضرت بدھاؑ کی طرف عمداً یا سہواً منسوب کر دیا گیا ہے۔ خاکسار کی رائے میں اگر باقی معاملات میں اس طرح ہوسکتا ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کچھ اشیاء اور تبرکات مثلاً پیالہ کے ساتھ بھی ایسا ہوسکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء سے ہی (دوسری اور تیسری صدی عیسوی کے مجسموں پر پیالہ کی نقش نگاری کو مدنظر رکھتے ہوئے) بدھ مت کے پیروکاروں نے منسوب کرنے کے اس عقیدے کو اپنا رکھا تھا اور یہ پیش کردہ شواہد بھی حضورؑ کی اس بات کو تقویت دے رہے ہیں کہ یہ سب منسوب کرنے کا سلسلہ اسی زمانے میں شروع ہوا جب حضرت عیسیٰؑ یہاں تشریف لائے۔

مستقبل کی ریسرچ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے رسالہ راز حقیقت میں فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بود و باش کا بنارس اور نیپال اور مدراس اور سوات اور کشمیر اور تبت سے پتہ ملا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 165)

خاکسار کی رائے کے مطابق وادی کشمیر ہی وہ علاقہ ہے بالخصوص سری نگر جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی موجودگی کے بے شمار ٹھوس آثار مل سکتے ہیں۔ بے شک آپؑ کی قبر مبارک سری نگر خانیار کے محلے میں موجود ہے مگر فی الحال مختلف وجوہات کی بنا پر ہم آپؑ کی قبر پر کسی قسم کا تحقیقی کام نہیں کر سکتے۔ لیکن اس سلسلے میں ایک دوسری کوشش جو ہم کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ غیر جانبدار ہو کر سری نگر شہر اور اس کے آس پاس کے علاقے کا جہاں تک ممکن ہو ایک سیسمک آرکیالوجیکل سروے جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے کریں جس کی بنا پر پھر فیصلہ کیا جائے کہ کہاں پر سٹراٹیگرافیکلی کنٹرولڈ کھدائیاں کی جائیں۔ یہ کھدائیاں سری نگر کے مختلف حصوں میں ہوریزونٹل (افقی) اور ورٹیکل (عمودی) ہونی چاہئیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ سری نگر کی ایک مکمل تاریخ ابتداء سے لے کر موجودہ دور تک ہمارے سامنے آجائے گی اور جو آثار نکلیں گے وہ حقیقت پر روشنی ڈالیں گے۔ مثلاً ان کھدائیوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات بھی پوری ہونے کے امکانات ہیں جس کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ: میں یقین رکھتا ہوں کہ ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے بعض دوستوں کی قبریں بھی اسی جگہ ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 388)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دن جلد آئے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کو آرکیالوجیکل شواہد کے ذریعے اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھیں۔ (آمین ثم آمین)

اس مضمون کو لکھنے میں مندرجہ ذیل حوالہ جات سے مدد لی گئی ہے:

(دی بدھاس بول ان گندھارا 2002ء)
(دی فیٹ آف بول اربولس: ریپر سنتیشنس آف دی بدھاس بول اینڈ ایرلی انڈین بدھ ازم 2008ء)
(ٹینجیبل ٹائز ودھ شاکیمنی ان گندھارا 2019ء)
(ہسٹری آف انڈین بدھ ازم: فرام دی اوریجنس ٹو دی شا کا ایرا 1988ء)
(Veneration of the alms bowl of the Buddha)

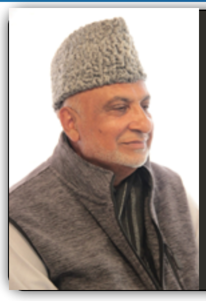

حنیف محمود کے قلم سے

سرزمین برطانیہ سے

جلسہ سالانہ قادیان کی آنکھوں دیکھی روئیداد

حضرت امام جعفر صادقؒ کی پیشگوئی

"مؤمن جو امام قائم کے زمانہ میں مشرق میں ہو گا اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہو گا اور اسی طرح جو مغرب میں ہو گا وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہو گا۔"

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 391)

کے مطابق امام مہدی کے دور میں ایک دوسرے کو دور بیٹھے دیکھ سکنے کا نظارہ ایک بار پھر جلسہ سالانہ قادیان کے تیسرے روز اس وقت دیکھنے کو ملا جب جماعت احمدیہ عالمگیر کے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کے تیسرے روز مؤرخہ 25/ دسمبر 2022ء بروز اتوار حاضرین جلسہ قادیان سے اختتامی خطاب فرمایا اور ہم نے لندن میں بیٹھے قادیان کے روح پرور مناظر دیکھے۔ حاضرین کو مشاہدہ کیا اور حاضرین جلسہ قادیان نے اپنے پیارے امام کو دیکھا اور محظوظ ہوئے جو ایمانوں کو جلا بخشنے کا موجب ہوا اس کے علاوہ افریقہ کے پانچ ممالک نے بھی لندن اور قادیان کے نظارے مختلف اوقات کے باوجود بیک وقت دیکھے۔

خاکسار اس وقت لندن سے جلسہ سالانہ قادیان کا آنکھوں دیکھا احوال قارئین کے سامنے رکھنے جا رہا ہے۔ قادیان سے بھی آنکھوں دیکھا حال الگ سے شائع ہو گا ان شاء اللہ ۔ برطانیہ میں ایوانِ مسرور اسلام آباد ٹلفورڈ میں انتظام تھا۔ منتظمین نے ہال میں جلسہ سالانہ کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ اس دفعہ سامعین کے لئے زمین پر بیٹھ کر خطاب سننے کا انتظام تھا۔ جوتے باہر ہی اتارنے کی ہدایت تھی۔ اندر ہال میں داخل ہوتے ہی خاکسار نے رب ادخلنی مدخل صدق کی دعا پڑھی اور ہال کی سجاوٹ کو دیکھ کر اللہ اکبر اور سبحان اللہ کی صدائیں خاکسار کی زبان سے بلند ہوئیں۔ ابھی میں کرسیوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ مکرم مرزا حفیظ احمد کارکن دفتر امیر صاحب لندن نے اپنا ہاتھ بلند کر کے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ اِدھر آ جائیں۔ چنانچہ مجھے اسٹیج کے ایک طرف یعنی حضور انور کے دائیں طرف لگی کرسیوں میں دوسری رو میں بٹھا دیا گیا۔ جہاں سے خاکسار نے پورے ہال کا ایک طائرانہ نظارہ کیا تو مجھے گرے اور نیلا رنگ نمایاں طور پر نظر آیا۔ زمین پر گرے رنگ کے نئے کارپٹ بچھے ہوئے تھے۔ اسٹیج پر بھی اسی گرے کارپٹ کا تسلسل تھا پیارے حضور کی کرسی کے نیچے اسی کلر کا مگر کالے بارڈر کا رگ (Rug) نظر آ رہا تھا۔ اسٹیج پر حضور کے سامنے رکھا میز اور روسٹرم کا رنگ بھی قدرے گرے تھا۔ اسٹیج تو پہلے ہی بہت خوبصورت دکھائی دے رہا تھا اس کا بیک گراؤنڈ بھی اسٹیج کی خوبصورتی میں رنگ بھر رہا تھا مگر حضور کے رونق افروز ہونے کے بعد تو اس کو چار چاند لگ گئے۔

بیک گراؤنڈ

اسٹیج کے پیچھے ایک بڑی نیلے رنگ کی اسکرین نمایاں نظر آ رہی تھی جس کے وسط میں وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین بہت خوبصورت کیلی گرافی میں لکھی موجود تھی۔ اس کے اوپر قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ال عمران کی آیت مع ترجمہ اردو اور انگریزی نمایاں تھی۔ دائیں جانب اردو میں ۱۲۷ واں جلسہ سالانہ قادیان مؤرخہ 23-24-25 دسمبر 2022ء درج تھا اور بائیں جانب انگریزی میں

127th Jalsa Salana Qadian 23rd , 24th, 25th December 2022

لکھا تھا۔ اس کے علاوہ دائیں طرف روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308 سے حضرت مسیح موعودؑ کی یہ عبارت لکھی تھی جس کا انگریزی ترجمہ بائیں جانب درج تھا:

وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً وعملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا ۔۔۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اسٹیج کی دونوں اطراف کرسیاں رکھی گئی تھی۔ اسٹیج کے بائیں جانب کرسیاں وکلاء، افسران صیغہ کے لئے مختص تھیں۔ جبکہ دائیں جانب کی کرسیاں اراکین مجلس عاملہ امیر صاحب یوکے اور دیگر مہمانان خصوصی کے لئے مختص کی گئی تھیں۔

اسٹیج کے سامنے دو ٹی وی اسکرین زمین پر نصب تھیں جن پر حضور لندن جلسہ کے مناظر دوسرے پر قادیان جلسہ کے مناظر اور افریقہ کے چھ ممالک گنی بساؤ، مالی، آیوری کوسٹ، ٹوگو، برکینا فاسو اور نائجیریا میں جلسہ کے مناظر دیکھ سکتے تھے نیز ٹی وی اسکرین کے ساتھ ساتھ دو گھڑیاں نصب تھیں۔ ایک پر یوکے کا اسٹینڈرڈ ٹائم اور دوسرے پر بھارت کا اسٹینڈرڈ ٹائم تھا۔

اسٹیج کے دائیں بائیں لمبے رخ دو عدد بینرز پر کلمہ طیبہ خوبصورتی کے ساتھ لکھا لٹک رہا تھا اور ان کے دونوں جانب نیلے رنگ کے پردوں سے دیوار کو cover کیا ہوا تھا۔ جو اسٹیج اور ہال کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔

بینرز

اسٹیج والی جانب چھوڑ کر باقی تین اطراف میں نیلے رنگ کے بینرز چھت سے معلق تھے جن کے اندر محراب بنے ہوئے تھے اور ان کے اندر عبارات درج تھیں۔ دو میں تو مینارۃ المسیح بنا ہوا تھا اور دو پر محمدؐ لکھا تھا۔ ایک بینر پر حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ درج تھے۔

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۃ اللہ پر بنیاد ہے۔"

جبکہ ایک بینر پر یہ اشعار لکھے تھے۔

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

اور ہر بینر کے نیچے 127th جلسہ سالانہ قادیان تحریر تھا۔

ٹی وی اسکرینز

ایوانِ مسرور میں تین 60 انچ کے ٹی وی اور ایک 48 انچ کا ٹی وی مختلف جگہوں پر لگائے گئے تھے جن پر حضور انور کی آمد سے قبل قادیان دار الامان کے خوبصورت مناظر آنکھوں کو خیرہ کرتے اور ایمانوں کو ابھار رہے تھے۔ ان نظاروں اور ان معلومات کو خاکسار کا قلم جو جلدی جلدی سے قارئین الفضل کے لئے محفوظ کر سکا وہ ازدیادِ علم اور ایمان کے لئے درج کر رہا ہے۔

جلسہ گاہ قادیان

قادیان دار الامان میں بھی اسٹیج کا یہی بیک گراؤنڈ تھا۔ جلسہ گاہ خوبصورت بینرز سے سجایا گیا تھا۔ حاضرین وسامعین کے لئے پرالی کی جگہ کارپٹ بچھائے گئے تھے۔ اسٹیج کے ارد گرد پھولوں کے گملے بھی نظر آئے۔ شاملین جلسہ کو سراپا آغوش ہو کر تقاریر سنتے دیکھا۔ 9 زبانوں میں رواں ترجمہ تھا اور مختلف قومیں اپنی اپنی زبان میں جلسہ سے مستفیض ہوئیں۔

ان ٹی وی اسکرینز پر بہشتی مقبرہ کا نظارہ بھی دیکھنے کو ملا۔ تمام کیاریاں خوبصورت پھولوں سے اٹی پڑی تھیں۔ مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک پر لائیٹنگ کی گئی تھی۔ مسجد اقصیٰ کی چھت پر لگے سولر سسٹم کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ مسجد کے اندر حسب سابق شوخ رنگ کی دریاں نظر آئیں۔ کنٹری کرنے والوں نے بتایا کہ 35 نظامتیں کام کر رہی ہیں۔ تین لنگر میں چاول، سالن اور دال بن رہی ہیں جبکہ روٹی پلانٹ پر روزانہ 8 ہزار روٹی تیار ہو رہی ہے۔ 37 ممالک کے نمائندے اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ انڈونیشیا کے ایک نئے گیسٹ ہاؤس میں امسال مہمان پہلی بار قیام فرما رہے ہیں۔ دار الضیافت اور سرائے وسیم کے علاوہ بہت سے گیسٹ ہاؤسز ہیں۔

مختلف جگہوں پر ٹائلیٹس عارضی طور پر تعمیر کی گئی ہیں مگر جلسہ گاہ اور مساجد پر مستقل بنیادوں پر وضو خانے اور واش رومز تعمیر ہوئے ہیں۔ تین عدد نمائشیں لگائی گئی ہیں۔ ان میں قرآن نمائش، الاسلام امن عالم نمائش اور مخزن تصاویر نمائش، تبلیغ و دعوت الی اللہ کا حق ادا کر رہی ہیں۔ پارکنگ، قیام گاہوں اور دیگر جگہوں پر سی سی ٹی وی کیمرے آپریٹ کر رہے تھے۔

جماعت احمدیہ قادیان کا اپنا فائر بریگیڈ کا انتظام تھا تاہم حکومتی سطح پر بھی یہ انتظام موجود تھا۔ تین روز ہندوستان بھر سے مختلف اقوام، مختلف شکل وشباہت رکھنے والے محض للہ سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے قادیان میں موجود تھے۔ جن میں گرم علاقوں سے بھی ایسے پیارے وجود موجود تھے جو پہلی دفعہ موسم سرما کی ٹھنڈ برداشت کر رہے تھے۔

حضور انور کی آمد

حضور انور صبح 10:32 پر ایوان مسرور کے درمیانی گیٹ کے راستہ ہال میں رونق افروز ہوئے۔ حاضرین کو بلند آواز سے السلام علیکم کہا۔ تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر اپنے پیارے امام کو اھلاً وسھلاً ومرحبا کہا۔ حضور اپنی نشست پر براجمان ہوئے۔ مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری نے پروگرام حضور کے سامنے رکھا۔ حضور انور نے اپنے دائیں جانب نظر شفقت کی تو خاکسار کی زبان سے اچانک یہ دعائیہ

فقرے نکلے اُنظُرالی برحمۃ وتحنن۔ بلکہ حضور نے دو دفعہ نظر شفقت ڈالی اس کے بعد حضور نے مکرم فیروز عالم انچارج بنگلہ ڈیسک کو تلاوت کے لئے دعوت دی۔ آپ نے سورۃ بقرہ کے آخری رکوع کی تلاوت خوش الحانی سے کر کے تفسیر صغیر سے ترجمہ بھی پیش کیا۔ پھر مکرم ناصر علی عثمان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار! سے کچھ اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں حضور 10بج کر 50منٹ پر روسٹرم پر تشریف لائے اور خطاب کا آغاز فرمایا۔

حضور کے خطاب کا خلاصہ جرمنی سے ہمارے نمائندہ مکرم قمر احمد ظفر نے تیار کیا جو تمام گروپس میں بذریعہ وٹس ایپ بھجوا دیا گیا ہے اور عنقریب الفضل کا حصہ بنا دیا جائے گا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مکرم محمود مجیب اصغر نے سویڈن سے لکھا۔ بہت شاندار اور کیا ہی comprehensive خلاصہ ہے حضور کے خطاب قادیان جلسہ کا۔

اس خطاب میں حضور نے دوسری شرط بیعت میں درج 9روحانی برائیوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ وہی خلاصہ یہاں قارئین الفضل کے لئے مکرر دیا جا رہا ہے۔

خلاصہ خطاب حضور انور

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا! آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ قادیان کا آخری دن ہے اور اُس کے فضل سے یہ تین دن برکات الٰہی سمیٹتے ہوئے گزر گئے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے وعدہ کو پورا کرنے کا اظہار

اِسی طرح جیسا کہ مَیں نے خطبہ جمعہ میں ذکر کیا تھا بہت سے افریقن ممالک میں بھی اِن دنوں میں جلسہ سالانہ ہو رہا ہے جن میں نائیجریا، آئیوری کوسٹ، گنی بساؤ، گنی کناکری، ٹوگو، برکینا فاسو، مالی اور زمبابوے شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ہمیں ایک دوسرے کو دیکھنے اور سننے کی بھی توفیق دی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنے وعدہ کو پورا کرنے کا اظہار ہے۔

جب ہم جلسہ سالانہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں

تو اُس جلسہ کو دیکھتے ہیں جو آج سے 130 سال پہلے ہوا یعنی باقاعدہ جلسہ جس کا حضرت مسیح موعودؑ نے اعلان فرمایا تھا۔ گو اِس سے پہلے 1891ء میں بھی ایک جلسہ ہوا تھا لیکن وہ ایک دن کا تھا اور زیادہ تر انتظامی پہلو زیر نظر رہے اور آپؑ کی اُس وقت لکھی گئی تازہ تصنیف آسمانی فیصلہ مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ نے پڑھ کر سنائی تھی۔ بہرحال جماعتی تاریخ میں 1891ء کو ہی پہلا جلسہ شمار کیا جاتا ہے لیکن باقاعدہ اشتہار دے کر، تواریخ جلسہ سالانہ مقرر کر کے، جس جلسہ کا آپؑ نے اعلان فرمایا وہ میرے نزدیک تو 1892ء کا جلسہ ہے اور اِس جلسہ کا مقصد دینی، روحانی اور اخلاقی ترقی بیان فرمایا اور اِس پر بہت شدت سے زور دیا۔ یہی مقصد ہے جس کے حصول کے لئے آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں جہاں جماعت احمدیہ باقاعدہ قائم ہے جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے۔ 1891ء کے چند گھنٹوں میں ختم ہونے والے مختصر جلسہ میں 75 افراد تھے اور 1892ء کے باقاعدہ جلسہ میں 327 افراد شامل ہوئے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اِس قدر ہے

اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہمیں ہزاروں کی تعداد میں شاملین دکھا رہا ہے، کیا یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور اُس کے وعدوں کا جو اُس نے حضرت مسیح موعودؑ سے کئے ثبوت نہیں ہے، یقیناً ہے۔ اگر اعتراض کرنے والوں اور عقل کے اندھوں کی آنکھیں بند نہ ہوں تو یہی ایک بات اُنہیں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور آپؑ کی سچائی دکھانے کے لئے کافی ہے۔ بہرحال اُن کو نظر آئے یا نہ آئے، یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات ہیں، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اللہ تعالیٰ کا آپؑ سے وعدوں کا پورا ہونا ہے، جس کے نظارے ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ یہ صرف منہ کی بات نہیں، سب دنیا دیکھ رہی ہے، کیمرہ کی آنکھ اور ٹی وی کی اسکرین ہمیں یہ نظارے دکھا رہی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے اِس فضل و احسان پر ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟

ہم جلسہ میں شامل ہونے کے لئے جمع تو ہو گئے، دنیا میں مختلف جگہوں پر بیٹھے ہوئے سن بھی رہے ہیں، اُس کے نظارے بھی دیکھ رہے ہیں لیکن ہمیں اِس فضل سے فیض اٹھانے اور اِس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرنی ہوں گی اور اپنے عہد اور اپنے وعدہ کو جو ہم نے جماعت میں شامل ہو کر آپؑ سے کیا ہے، پورا کرنا ہو گا۔ اِس کے لئے ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنا ہوں گی۔

مَیں اِس حوالہ سے کچھ ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں گا آج جن کا ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آ کر اُن پر عمل کرنے کا آپؑ سے وعدہ کیا ہے۔ ہم نے بیعت میں آ کر اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں اور اُسوہ کے مطابق کرنے کے وعدے تو بہت کئے ہیں اِس عہد میں لیکن وقت کی رعایت سے مَیں اِس وقت دوسری شرط بیعت کے حوالہ سے کچھ باتیں کروں گا۔ اگر اِس کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں تو اپنے اندر اور دنیا میں بھی ایک انقلاب عظیم پیدا کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے عہد کی دوسری شرط

جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا (یعنی بیعت کرنے والا) اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ اِس میں آپؑ نے 9 برائیوں کا ذکر کر کے اِس طرف توجہ دلائی ہے اور یہ برائیاں ایسی ہیں جن کو چھوڑنے سے انسان روحانی اور اخلاقی طور پر ترقی کر سکتا ہے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے اِس عہد (دوسری شرط بیعت) پر عمل اور اِس کی اہمیت وضع کرنے نیز اِس میں بیان کی گئی بالترتیب اوّل الذکر 9 برائیوں سے اجتناب کرنے کے بارہ میں فرمودات باری تعالیٰ، احادیث نبویہؐ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے تناظر میں تفصیلی روشنی ڈالی۔

معیار سچائی

سچائی کا معیار جس پر ایک احمدی کو قائم ہونے کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے یہ ہے کہ اپنے اور اپنے پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینے سے گریز نہ کرے۔ بڑی باریکی سے ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے، جھوٹ کتنا گھناؤنا فعل ہے جو شرک کے برابر ہے۔ اگر ہم اپنے جائزے لیں تو بہت سوں میں خود یہ بات نظر آئے گی کہ بہت سے مواقع پر وہ غلط بیانی سے کام لے جاتے ہیں، پس غور کا مقام ہے، کیا ہم اپنا عہد پورا کرنے والا بن رہے ہیں؟ آپؑ کا تو معیار یہ ہے کہ مذاق میں بھی غلط بات کہنا جھوٹ ہے، یہ ہیں وہ معیار جو ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پس ہر احمدی کو اپنے سچائی کے معیار بہت

اونچے کرنے کی ضرورت ہے، اگر یہ سچائی کے معیار ہم حاصل کر لیں تو بہت سے جھگڑے اور مسائل ہمارے ختم ہو جائیں۔

زنا سے بچنا

آجکل کے زمانہ میں تو میڈیا نے اِس کے پھیلانے کی تمام حدیں توڑ دی ہیں اور اِن حالات میں تو ہمیں اپنے آپ اور اپنی نسلوں کو بھی بچانے کے لئے خاص کوشش کرنی ہو گی۔ گندی فلمیں دیکھنا، گندے خیالات دل میں پیدا کرنا، یہ بھی زنا کی قسمیں ہیں جو انسان کو برائیوں اور فحشاء میں دھکیلتی چلی جاتی ہیں۔ بچوں کے بھی ایسے پروگرام دکھائے جاتے ہیں جس میں فحش باتوں سے اُن کے دماغ زہر آلود کئے جا رہے ہیں، پس ایسے حالات میں تو ہمیں بہت فکر کے ساتھ ایک جہاد کرنا ہو گا۔ صرف زنا ظاہری نہیں بلکہ ہر قسم کی باتیں جو برائیوں میں ملوث کرتی ہیں، بے حیائیوں اور فحشاء کی طرف لے جاتی ہیں، وہ سب اِس میں شامل ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو جو لوگ اِن غلاظتوں میں پڑتے ہیں وہ خود بھی مختلف قسم کی بیماریوں کے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں اور آخرت کے عذاب کے بارہ میں اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا سلوک ہو گا، اِس کی کیا شدت ہو گی، کاش کہ ایسے لوگ عقل کریں۔ پس ہم نے جہاں معاشرہ کی اِس بڑی تیزی سے پھیلنے والی برائی سے اپنے آپ، اپنی نسلوں کو بچانا ہے وہاں ماحول کو صاف رکھنے کے لئے دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اِن فحشاء کی ترویج بھی اصل میں دہریت پھیلانے والوں کا ایک ایجنڈا اُور حصہ ہے جو خدا تعالیٰ اور مذہب سے انسان کو دُور لے جانا چاہتے ہیں، پس ہمیں بہت کوشش سے اِس جہاد میں بھی حصہ لینا ہو گا۔

بدنظری سے بچنے کی خاص طور پر فرمائی گئی تلقین

اسلام نے نظروں کو نیچا رکھنے کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو دیا ہے اور یہ درے کر حیاء کے اُس معیار کو قائم فرمایا ہے جس سے کسی برائی کا امکان ہی نہ رہے۔ اگر ایسے معیار ہم قائم کرنے کی کوشش کریں تو پھر ہی ایک پاکیزہ معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ اِس حکم کی وسعت صرف یہی نہیں ہے ظاہری طور پر دیکھنے میں بلکہ آجکل جو میڈیا، کمپیوٹر، ٹی وی ہے اِس پر غلط اور ننگے پروگرام جو آتے ہیں، اُن تک یہ اِس کی وسعت پھیلی ہوئی ہے، وہاں بھی ہمیں احتیاط کرنی چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا ہم نے حاصل کرنی ہے تو پھر اِس قدر باریکی میں جا کر ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہو گی اور اپنے بچوں کو بھی سمجھانا ہو گا۔

ہم سب کے لئے ایک لائحہ عمل

حضرت مسیح موعودؑ نفسانی جوشوں سے مغلوب نہ ہونے کے بارہ میں فرماتے ہیں: وہ بات مانو جس پر عقل اور کانشس کی گواہی ہے اور خدا کی کتابیں اُس پر اتفاق رکھتی ہیں، خدا کو ایسے طور پر نہ مانو جس سے خدا کی کتابوں میں پھوٹ پڑ جائے، زنا نہ کرو، جھوٹ نہ بولو اور بدنظری نہ

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

کرو اور ہر ایک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کی راہوں سے بچو اور نفسانی جوشوں سے مغلوب مت ہو اور پنجوقتہ نماز ادا کرو کہ انسانی فطرت پر پنج طور پر ہی انقلاب آتے ہیں اور اپنے نبی کریم کے شکر گزار رہو، اُس پر درود بھیجو کیونکہ وہی ہے جس نے تاریکی کے زمانہ کے بعد نئے سرے سے خدا شناسی کی راہ سکھائی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! پس یہ ہے ہمارا لائحہ عمل، اگر ہم اِس کے مطابق عمل کر لیں تو ہم ایک عظیم انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ ہر شرط بیعت اپنے اندر بے پناہ حکمتیں رکھے ہوئے ہے، ایک احمدی کو اپنے ایمان کو صیقل کرنے کے لئے اِن پر غور کرتے رہنا چاہئے تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکیں گے۔

آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بھی بنے ہوئے سو سال ہوگئے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ نے اِس کی بابت ارشاد فرمایا:

’’آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بنے ہوئے بھی سو سال ہوگئے ہیں۔ لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ جائزہ لیں کہ اس سو سال میں کس حد تک لجنہ نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے اور بیعت کا حق ادا کرنے والا اپنے آپ کو بنایا اور کوشش کی اور کس حد تک اپنے بچوں اور اپنی نسل کو بیعت کا حق ادا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی سے جوڑنے والا اور ماننے والا بنایا ہے۔ اگر ہم نے اس کے مطابق اپنی نسلوں کی اٹھان کی ہے تو یقیناً لجنہ اماء اللہ کی مبرات اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندیاں ہیں۔ پس یہ جائزہ آج لینے کی ضرورت ہے اور جہاں کمیاں رہ گئی ہیں وہاں ایک عزم کے ساتھ عہد کریں کہ ہم نے لجنہ کی اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہد بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘ (آمین)

اختتامی دعا سے قبل

حضور انور ایدہ اللہ نے تلقین فرمائی! ہر شامل جلسہ جو کسی بھی طرح جلسہ میں شامل ہے یہ عہد کرے کہ ہم نے ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنی ہے اور عہد بیعت کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ نبھانا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب 11بج کر 50 منٹ پر ختم ہوا۔ اس کے بعد دل گداز دعا حضور نے کروائی اور حاضری یوں بتائی۔

قادیان میں 37 ممالک کے 14500
ایوان مسرور میں 1406
بیت الفتوح میں 1200
بیت الفضل میں 400
افراد شامل ہیں

بعد ازاں قادیان کے مردوں اور عورتوں نے ہر دو اطراف سے نظمیں پڑھ کر شاملین جلسہ کو محظوظ کیا۔ مکرم امیر صاحب یوکے نے نمازوں کے اوقات کے بارے حضور کو بتایا۔ حضور انور نے زوال کا وقت پوچھا۔ صدر خدام الاحمدیہ نے اپنے موبائل سے زوال کا وقت نکال کر دکھایا۔ تب حضور ساڑھے بارہ بجے نمازوں کا اعلان فرما کر تشریف لے گئے۔

دوپہر کا کھانا

باجماعت نمازوں کے بعد ایوان مسرور کے باہر شیڈ میں اور کھانے کی مارکی میں ہر دو جگہوں پر کھانے کا انتظام تھا۔ جن میں آلو گوشت، روٹی اور زردہ تھا۔ شاملین جلسہ پیٹ بھر کر محظوظ ہوئے اور انتظامیہ نے پیکٹس کی صورت میں تحفۃً بھی شاملین کو ساتھ دیا۔

بقیہ صفحہ 3 پر

ایک سبق آموز بات

گھروں میں روزانہ تلاوت کا اہتمام ہونا چاہئے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’انصار کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ انہیں قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا شغف ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ یعنی تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے لوگوں کو سکھائے۔ پھر سیکھنا ہی کافی نہیں بلکہ گھروں میں روزانہ تلاوت کا اہتمام بھی ہونا چاہئے اس نیک عادت کو جاری رکھیں اور اہل خانہ کی بھی اس پہلو سے نگرانی کرتے رہیں۔ اسی طرح اپنی اولاد کی ہر پہلو سے نیک تربیت پر خاص دھیان دیں۔ ان کے رجحانات پر نظر رکھیں۔ ان کی دوستیوں پر نگاہ رکھیں اور انہیں معاشرے کے بداثرات سے بچا کر رکھیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے انذار کے رنگ میں بدرفیق کو چھوڑنے کی نصیحت فرمائی ہے۔‘‘

(پیغام سیدنا حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 2014ء)

(مرسلہ: امۃ الباری ناصر۔ امریکہ)

طلوع وغروب آفتاب

03/جنوری2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:37	17:51
مدینہ منورہ	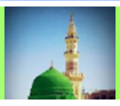	05:43	17:46
قادیان		06:02	17:37
ربوہ		05:42	17:17
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:37	16:08

فقہی کارنر

اضطرار میں پردہ کی رعایت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

اگر کسی موقعہ پر انتہائی مجبوری کی وجہ سے مردار یا سؤر کا گوشت استعمال کر لیا جائے تو جن زہریلے اثرات کی وجہ سے شریعت نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بہرحال ایک مومن کے لئے بھی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان نتائج کا تدارک اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ انسان غفور اور رحیم خدا کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور اُسے کہے کہ اے خدا! میں نے تو تیری اجازت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی جان بچانے کے لئے اس زہریلے کھانے کو کھالیا ہے لیکن اب تو ہی اپنا فضل فرما اور اُن مہلک اثرات سے میری رُوح اور جسم کو بچا جو اُس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اسی حکمت کے باعث آخر میں اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡم کہا گیا ہے تا کہ انسان مطمئن نہ ہو جائے بلکہ بعد میں بھی وہ اُس کی تلافی کی کوشش کرتا رہے اور خدا تعالیٰ سے اُس کی حفاظت طلب کرتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غالباً شریعت کی اسی رخصت کو دیکھتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا کہ اگر کسی حاملہ عورت کی حالت ایسی ہو جائے کہ مرد ڈاکٹر کی مدد کے بغیر اُس کا بچہ پیدا نہ ہوسکتا ہو اور وہ ڈاکٹر کی مدد نہ لے اور اُسی حال میں مرجائے تو اُس عورت کی موت خودکشی سمجھی جائے گی۔ اسی طرح اگر انسان کی ایسی حالت ہو جائے کہ وہ بھوک کے مارے مرنے لگے اور وہ سؤر یا مردار کا گوشت کسی قدر کھالے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 345-346)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)